

اُمید کی بہار

کیا امکانات کے سارے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ کیا سچ سے ڈرنے والے قائدین ہمارے مقدر میں لکھ دیے گئے ہیں۔ کیا سول اداروں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد، ذمہ داری دوسروں پر ڈالنے والے نوسر باز دوبارہ ہمارے سر پر مسلط ہو جائینگے۔ ہرگز نہیں۔ صاحبان، ہرگز نہیں۔

ہر چیز ختم ہو سکتی ہے مگر قوانین قدرت میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ یہ اٹل ہیں اور دائم رہیں گے۔ یہیں سے وہ اُمید جنم لیتی ہے جو قوموں کی تقدیر بدل دیتی ہے۔ جو پاتال میں چھپی ہوئی صلاحیتوں اور طاقتوں کو جھنجھوٹ کر باہر نکالتی ہے اور ملک بدتر سے بدل کر بہترین ہو جاتے ہیں۔ خدا لوگوں کے دلوں کو بدلتا ہے۔ انکی سوچ کو تبدیل کر دیتا ہے۔ طاقتور کو حقیر بنا دیتا ہے اور کمزور کو طاقت کا منبع بنا دیتا ہے۔ مجھے قانون قدرت پر اعتماد ہے۔ لہذا جہان اُمید میرے سامنے کھڑا ہے۔ اس وقت خدا کے نام پر بننے والے ملک میں یہ معجزہ برپا ہو رہا ہے۔ بہتری کے اشارے حویدہ ہیں۔ ترقی دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہے۔ ضرورت صرف اور صرف عوامی سطح پر درست فیصلے کی ہے۔ اسی طرح کا درست فیصلہ، جس میں مذہبی جماعتوں کی طرف سے کافر قرار دیے جانے والے قائد اعظم کو 1946 میں سرکاتاج بنا دیا گیا تھا۔ اسی نوعیت کے فیصلے کی گھڑی پر دوبارہ معاملہ آپکے ہاتھ میں چلا گیا ہے۔ کیا ظلم، رشوت، کرپشن، جھوٹ، گروہ بندی کے خداؤں کو پاش پاش کرنا ہے یا آئندہ سو برس انہی کی آل اولاد کی غلامی میں زندگی گزارنی ہے۔ زندگی کیا گزارنی، سانس لینا ہے۔ صاحبان، فیصلہ کرنا صرف اور صرف آپکے ہاتھ میں ہے۔

کیا آج سے صرف دو برس پہلے کوئی جوتشی، پنڈت یا نجومی کہہ سکتا تھا کہ صرف آنے والے سات سو دنوں میں ہر چیز تبدیل ہو جائیگی۔ ملک کا سب سے امیر اور طاقتور خاندان خس و خاشاک میں بدل جائیگا۔ انکے حواری، پابند سلاسل ہونگے۔ ان سے حساب مانگا جائیگا کہ بتاؤ، یہ دولت کے پہاڑ کہاں سے آئے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ مگر صاحبان، خدا کے فیصلے ہو چکے تھے۔ تقریروں کے دھویں کے پیچھے اپنی ناجائز دولت کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ یہ حساب کا وقت ہے۔ انصاف کا وقت۔

ایک ایماندار حج کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے عدلیہ سے گہرا تعلق ہے۔ خواجہ شریف کی عدلیہ نہیں جو یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ انکے چہرے پر زخم، کونسی چیز بچاتے ہوئے لگے تھے۔ ملک قیوم کی عدلیہ بھی نہیں جو بے نظیر کو سزا دینے سے پہلے، آل شریف سے حکم لیتے تھے۔ کیا ادنی الفاظ تھے، جو بارہائی وی پر آئے۔ "عرض کر رہے تھے کہ بڑے میاں صاحب کو گلہ نہیں ہوگا"۔ نامہ بر بھی چھوٹے میاں صاحب، جو آج فرماتے ہیں کہ میرٹ اور شفافیت کے علاوہ انکا کوئی وٹیرہ ہی نہیں۔ پر جاننے والے پہچانتے ہیں کہ اخلاقی بلند اصولوں سے ان لوگوں اور ان سے منسلک معاشی ڈاکوؤں کا کوئی تعلق نہیں۔ اس صورتحال میں ثاقب نثار کی موجودگی پر جائز فخر ہے۔ اس عہد میں سانس لے رہا ہو، جہاں ثاقب نثار جیسا قد آور انسان حکومتی کارکردگی پر نظر رکھنے کیلئے موجود ہے۔ علم ہے کہ طاقتور لوگوں کو اس اُجلے شخص سے خوف نہیں بلکہ نفرت ہے۔ مگر آج اگر کوئی شخص دور رس فیصلے کر رہا ہے تو وہ صرف ثاقب نثار ہے۔ کہا تو یہ جاتا تھا، کہ ہمارا بندہ ہے۔ مگر وہ

تو اللہ کا بندہ نکلا۔ توکل کرتا ہوا ایک ایسا قاضی، جو حیران کن فیصلے کر رہا ہے۔ جن لوگوں نے اسے چیف جسٹس مقرر ہونے پر مٹھائی تقسیم کی تھی، آج انگلیاں چبارہے ہیں۔ انکے حواری غم سے سینہ کوبی کر رہے ہیں۔ مگر قوم نے آگے بڑھنا ہے اور ضرور بڑھنا ہے۔ کیا ثاقب نثار کا ڈیم بنوانے کا فیصلہ، ہمارا مقدر تبدیل نہیں کریگا۔ سو فیصد کریگا۔ کیا دس برس سے نو سر بازوں نے ایک بھی آبی ڈیم بنانے کی کوشش کی۔ بالکل نہیں۔ ہاں، کونلہ اور فرنس آئل کے استعمال شدہ کارخانے لگا کر کامیابی کا ڈھول اس طرح پیٹا کہ لوگ دھوکہ کھانے لگے۔ مگر کبھی یہ نہیں بتایا کہ بجلی پیدا کرنے والے کارخانوں پر کیا لاگت آئی ہے۔ مہنگی ترین بجلی بنانے کا کیا جواز ہے۔ مصنوعی ترقی کی آڑ میں دوہی اور ترک کمپنیوں سے کمیشن وصول کر کے پوری قوم کو قرضوں کے عذاب میں دھکیل دیا گیا۔ کیا یہ ہے ترقی؟ کیا یہ احساسِ ذمہ داری ہے اور کیا یہ ہے ووٹ کی عزت۔ صاحبان! پاکستان کو معاشی بد حالی موجودہ وزیراعظم ناصر الملک، چیئر مین نیب یا آرمی چیف قمر باجوہ کی وجہ سے نہیں ہے۔ ہر نکتہ پر دوسروں کی بے عزتی کرنے والا وزیر خزانہ اور دوہی میں بے حساب جائیداد خریدنے والا، شخص اگر معاشی دہشت گرد نہیں ہے تو واپس پاکستان کیوں نہیں آتا۔ کیمرے کی آنکھ سے بچ کر نکلنے کی ناکام کوشش کیوں کرتا ہے۔ ہر طریقے سے صحت مند شخص، پاکستان واپسی کا لفظ سنکر ہسپتال میں داخل کیوں ہو جاتا ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اب لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ انکے حالات کو خراب کرنے والا گروہ کون سا تھا اور انکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

اس وقت چند مخصوص لوگ سوال اٹھا رہے ہیں کہ نیب، صوبہ پنجاب پر کیوں فوکس ہے۔ اسے ایک سیاسی انجینئرنگ اور انتقام کا نام لیکر معاشی جرائم کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مگر کیا اس امر کو جھٹلایا جاسکتا ہے کہ پنجاب حکومت، کسی قسم کے حساب دینے کو توہین اور اپنی حیثیت سے نیچے کا معاملہ گردانتی تھی۔ کیا یہ ممکن تھا کہ ایک مکمل مافیاء کی موجودگی میں نیب کو اس صوبہ میں کام کرنے کی اجازت ہو سکے۔ ہرگز نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ بدنام ترین، غیر قانونی کمپنیوں کا ریکارڈ تک نیب کو فراہم نہیں کیا گیا تھا۔ دعوے سے عرض کرونگا، کہ پنجاب میں کرپشن کسی بھی دیگر صوبہ سے زیادہ ہوئی ہے۔ تھوڑا سا سوچیے۔ تمام حکومتی قواعد کو نظر انداز کر کے کام، کمپنیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ایسی دکانیں، جن کا جواز دنیا کے کسی ملکی قانون میں نہیں ہے۔ مقصد کیونکہ کام نہیں۔ صرف پیسہ کی خورد برد تھی، لہذا انکو آڈٹ کے نظام سے بھی بری الزمہ قرار دے دیا گیا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ دیانت دار اور کام کرنے والے غیر جانبدار افسر تعینات کیے جاتے۔ انہیں بتایا جاتا کہ آپکو فلاں سرکاری اہداف حاصل کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ تعیناتی کا مخصوص دورانیہ ہے۔ کوئی آپکے کام میں دخل نہیں دیگا۔ ہاں، اگر کوئی کرپشن کی واردات ہوئی، تو بھیا نک نتائج بھگتنے پڑینگے۔ مگر ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا۔ سوچیے، پچیس لاکھ ماہانہ تنخواہ، واقعی تنخواہ تھی یا خاموشی سے غیر قانونی کام کرنے کی فیس۔ کیا یہ ایک طرح کی سرکاری رشوت نہیں تھی۔ کیا دنیا کے کسی ادارے میں یہ ممکن ہے کہ جادو کی چھڑی گھمائی، اور تنخواہ دو لاکھ سے پچیس لاکھ ہو جائے۔ کیا کسی قانون میں اسکی گنجائش ہے۔ ابھی صرف صاف پانی کے چند معاملات سامنے آئے ہیں۔ دیگر کمپنیوں میں کرپشن کی طلسم ہوش رُبا داستانیں موجود ہیں۔ یہ بھی سامنے آئیگیں۔ اگر چیف جسٹس یہ حکم دیتا ہے کہ یہ تنخواہیں غیر قانونی تھیں اور انہیں واپس کیا جائے، تو کیا یہ حکم درست نہیں ہے۔ اگر یہ صرف تنخواہیں ہوتیں، تو واپس کی جاسکتی تھیں۔ مگر سب کو پتہ ہے کہ یہ معاشی جرائم کرنے کی ایڈوانس فیس تھی۔ احتساب

ہونا چاہیے۔ بے لاگ اور غضب ناک۔ کیا صاف پانی کے سی ای او کو صرف اس لیے چھوڑ دیا جاتا کہ الیکشن لڑ رہا ہے۔ بالکل نہیں۔ اگر وہ اہم ترین فرائض بھی سرانجام دے رہا ہوتا تو گرفتار ہونا چاہیے تھا۔ معاملہ ابھی صرف اور صرف آغاز کے مراحل میں ہے۔ ابھی تو یہ فیصلہ کن مراحل میں بھی داخل ہی نہیں ہوا۔ ابھی سے اتنی چیخیں، شور شرابا اور سینہ کوبی۔ اس شور میں کس جھوٹ کو چھپایا جا رہا ہے۔ مگر انسانی نہیں خدا کا فیصلہ ہے کہ انسانوں کو زمین سے اٹھانے سے پہلے انکے اصل چہرے دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے۔ صرف یہی ہو رہا ہے۔ بلکہ ہونا شروع ہوا ہے۔ اس پر بھی سیاسی انتقام کے کھوکھلے نعرے بلند کیے جا رہے ہیں۔ عدالتیں اور نیب، درست سمت میں گامزن ہیں۔ جانتا ہوں کہ انکی راہ میں بھی روڑے نہیں بلکہ پہاڑ کھڑے کیے جا رہے ہیں۔ مگر طاقتور لوگ بھول رہے ہیں کہ اداروں کی طاقت انکی استطاعت سے بہت بڑھ کر ہے۔

اس صورتحال کا جوہری پہلو یہ ہے کہ ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ طاقتور ترین لوگوں سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ کیا یہ خدا کی پکڑ نہیں ہے؟ کیا یہ ریاستی اداروں کا اعلیٰ کام نہیں ہے۔ کیا پوری قوم نہیں دیکھ رہی کہ عدالتوں میں یہ لوگ ایک سوال کا جواب بھی نہیں دے پاتے۔ ثاقب نثار نے سات بار، پچیس لاکھ تنخواہوں کے متعلق سوال پوچھا مگر جواب نہ ملا۔ مکمل طور پر حواس باختہ جواب، صرف اپنی تعریف اور کارناموں کا پرچار۔ بخدا، اگر ہٹلر کا وزیر اطلاعات، جس نے کبھی جرمن قوم کے سامنے سچ نہیں بولا، پاکستان آجاتا، تو ان لوگوں کے سامنے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر، شاگردی اختیار کر لیتا۔ یہ لوگ تو گوبلز کے باپ نہیں۔ اسکے پیر و مرشد ہیں۔ گوبلز تو انکی جھوٹ بولنے کی صلاحیت کے سامنے طفلِ مکتب قرار پاتا۔ مگر اب ایک دو بکے ہوئے ٹی وی چینلوں کے علاوہ، عمومی رائے سب کے سامنے آرہی ہے۔ چند چینلوں نے جتنا سرکاری پیسہ بٹورا ہے، اسکی مثال نہیں ملتی۔ شاید سو یلین خفیہ ادارے کے اربوں روپے بھی انکو دان کیے گئے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ اب تمام باشعور لوگ سمجھ چکے ہیں کہ کون کس کی زبان بول رہا ہے۔ کس خاندان کو بچانے کیلئے نریندر مودی، راہ اسرائیل اور ہمارے پرانے آقا یعنی برطانیہ کے اندر بھر پور منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہا گیا کہ پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑ دی جائے تاکہ موجودہ احتساب کے فولادی پیسے کو روکا جاسکے۔ یہ بات تمام غیر جانبدار حلقوں سے تصدیق شدہ ہے۔ جو لوگ، ملک کی سلیمیت کا سودا کر سکتے ہیں، جو یہ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کو توڑ کر گریٹر پنجاب ہمارے حوالے کر دو، کیا واقعی وہ اقتدار میں آنے کے قابل ہیں۔ یہ افواہیں نہیں۔ تمام باخبر حلقوں کو معلوم ہے۔ صاحبان، اب اس قوم کا نوجوان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ یہ جاگا ہوا ملک ہے۔ ہمارے دشمن حیرت زدہ نہیں بلکہ پریشان ہیں کہ دہشت گردی پر پاکستانی دفاعی اداروں نے کیونکر قابو پالیا۔ وہ تو اس غم میں مرے جا رہے ہیں کہ انکی کوئی ملک دشمنی سکیم کامیاب کیوں نہیں ہو رہی۔ اب اقتصادی طور پر برباد کرنے کے بین الاقوامی ایجنڈے پر کام زور و شور سے جاری ہے۔ گرے لسٹ میں ڈالنا، اسی سازش کا شاخسانہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آخری چال بھی ناکام ہوگی۔ جس دن کوئی ایماندار انسان، ملک کا وزیر اعظم بن گیا، اسکی ایک اپیل پر ہمارے شہری چندہ کر کے قرض کا پیسہ واپس کر دینگے۔ یہ ہو کر رہیگا۔ سومنات کے بت گر رہے ہیں۔ اُمید کی بہار، ہمارے سامنے کھڑی ہے۔ شرط صرف اور صرف، آنے والے وقت میں درست فیصلوں کی ہے!

